واعظ الجمعہ

رضی اللہ تعالی عنہ

افضل البشر بعد الانبیاء صدیقِ اکبر

پیشکش

ادارۂ اہل سنّت کراچی

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

www.facebook.com/darahlesunnat

دار أهل السنة

لتحقيق الكتب و الطّباعة و النّشر

دار أهل السنة

IDARA E AHLE SUNNAT ادارہ اہلسنت

www.facebook.com/darahlesunnat

دار اہل السنۃ لتحقیق الکتب والطباعۃ والنشر

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: افضلُ البشر بعد الانبیاء صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبد الرزاق قادری، مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

عددِ صفحات: ۱۸

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

00971559421541:

00923458090612 :

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء

افضلُ البشر بعد الانبیاء صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

آپ کا مختصر تعارُف

عزیزانِ محترم! حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبد اللہ، لقب صدیق اور عتیق ہے۔ آپ کے والد کا نام ابو قُحافہ عثمان، اور والدہ اُم الخیر سلمیٰ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسَب ساتویں پُشت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسَب شریف سے مل جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تقریبًا ۲ سال چھوٹے ہیں۔ آپ نے مَردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانۂ جاہلیت میں بھی قوم کے معزّز مکرّم تھے، آپ نے قبلِ اسلام بھی کبھی شراب نہیں پی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ تمام غزوات میں شریک رہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے موقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رفیقِ سفر اور یارِ غار بھی رہے(۱)۔

(١) "تاريخ الخلفاء" الخليفة الأوّل: أبو بكر الصدّيق رضي الله تعالى عنه، صـ٤١، ملتقطاً.

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں بعض قرآنی آیات

میرے محترم بھائیو! حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شانِ اقدس میں، قرآنی آیات بھی نازل ہوئیں، مکۂ مکرّمہ سے ہجرت کے وقت رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اور حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ دورانِ سفر غارِ ثَور میں بھی رہے۔ الله تعالی نے اس واقعہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾[1] "صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے دوست سے فرماتے تھے کہ غم نہ کرو، یقیناً الله تعالی ہمارے ساتھ ہے!"۔ یعنی مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو تسلّی دے رہے تھے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں، کہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحابیت اس آیت سے ثابت ہے[2]۔ لہذا جو شخص حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحابیت کا انکار کرے، وہ اس آیتِ قرآنیہ کا منکِر ہو کر کافِر ہوا[3]۔

برادرانِ اسلام! اسی طرح حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے، جب حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بہت بھاری قیمت پر خرید کر آزاد کیا، تب کفّار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا، کہ ابو بکر نے ایسا کیوں کیا؟ شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا، جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا اور آزاد کیا! اس پر آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ﴿وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى﴾[4] "کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے" یعنی حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہ کام محض الله تعالی کی رضا کے لیے

(١) پ١٠، التوبة: ٤٠.
(٢) "تاريخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، صـ٢٦-٣٠، ملتقطاً.
(٣) "الدرّ المختار" كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٣/ ٥٣٤، ملتقطاً.
(٤) پ٣٠، الليل: ١٩.

ہے، کسی کے احسان کا بدلہ نہیں، اور نہ ان پر حضرت سیّدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کوئی احسان ہے۔ لہذا ہمیں بھی کسی پر احسان کے بدلے میں نہیں، بلکہ ہر نیک کام صرف اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی کے لیے انجام دینا چاہیے۔

واقعۂ معراج کی تصدیق

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! سیّدنا ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لقب "صدیق" کا سبب بیان کرتے ہوئے، امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: «لمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى الـمَسْجِدِ الأَقْصَى، أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذَلِكَ فَارْتَدَّ نَاسٌ، فَمَنْ كَانَ آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، وَسَمِعُوا بِذَلِكَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، فَقَالُوا: هَلْ لَكَ إِلَى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ: أَوَ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذَلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوا: أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ! أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ!»(1).

"جب نبیٔ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مسجد حرام سے مسجد اقصی کی سیر کرائی گئی، توآپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صبح لوگوں کے سامنے اس واقعہ کو بیان فرمایا، لوگوں نے اس بارے میں طرح طرح کی باتیں کیں، کچھ لوگ اس سے انکاری ہوکر مرتَد ہوئے، اور ایمان والوں نے اس کی تصدیق کی۔ پھر دَوڑتے ہوئے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: آپ اپنے دوست (محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جو وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصی کی سیر کی! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

---

(1) "مستدرَك الحاكم" أبو بكر بن أبي قحافة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، ر: ٤٤٠٧، ٥/ ١٦٦٥. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه".[وقال الذهبي:] "صحيحٌ".

نے کہا: کیا حضور ﷺ نے واقعی ایسا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضور ﷺ نے ایسا فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا! لوگوں نے کہا کہ کیا آپ اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں، کہ وہ رات بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، میں تو اُن کی آسمانی خبروں کی بھی صبح وشام تصدیق کرتا ہوں، جو اس بات سے بھی زیادہ حیران کُن اور تعجب والی ہے!"۔

الحمد للہ! ہم اہلِ ایمان کا بھی یہی عقیدہ ہے، کہ اللہ تعالی نے رات کے ایک قلیل حصہ میں، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصی تک کی سیر کرائی[1]، پھر وہاں سے آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کو لے گیا، آپ ﷺ کو عرش وکرسی دکھائی، اور پھر خود اپنی ملاقات کا شرفِ عظیم بھی بخشا![2]۔

خلیفۂ اوّل

حضراتِ گرامی قدر! سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخصیت ہیں، جنہیں سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے فرضیتِ حج کے بعد، پہلے ہی سال میں امیر الحجاج مقرّر فرمایا، انہیں اپنے سامنے مرضِ وفات میں اپنی جگہ نماز کے لیے امام مقرّر فرمایا۔ حضرت سیّدنا مولا علی -کرّم اللہ تعالی وجہہ الکریم- کا ارشاد ہے: «لَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ نَظَرْنَا فِي أَمْرِنَا، فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ قَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ فِي الصَّلاَةِ، فَرَضِينَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِدِينِنَا، فَقَدَّمْنَا أَبَا بَكْرٍ»[3] "نبیٔ رحمت ﷺ کے وِصال کے بعد، جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے)، کہ جب نماز کے مُعاملہ

---

(١) پ ١٥، بني إسرائيل: ١.
(٢) انظر: "تفسير روح البيان" پ ٢٧، النجم، تحت الآية: ٨، ٩/ ٢١٧.
(٣) "الطبقات الكبرى" الطبقة الأولى على السابقة في الإسلام ممن شهد بدراً من المهاجرين الأوّلين، ذكر بيعة أبي بكر رضي الله تعالى عنه، ٣/ ١٨٣.

میں نبیٔ کریم ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مقدّم فرمایا، اور ہمارے دین کے لیے انہیں امام بنانا پسند فرمایا، تو ہم دنیاوی مُعاملات میں بھی ان پر راضی ہوگئے، یعنی ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بیعت کرکے، انہیں خلیفہ مقرّر کردیا"۔ اس سے پتا چلا کہ سب سے پہلے خلیفہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں، اور یہی ہم اہلِ اسلام کا نظریہ ہے۔

خطبۂ خلافت

حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ مقرّر ہونے کے بعد، منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد، پہلا خطبۂ خلافت ارشاد فرمایا: «أَمَّا بَعْدُ، أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ، وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ، فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي، وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُونِي. الصِّدْقُ أَمَانَةٌ، والكذبُ خيانةٌ، والضعيفُ منكم قويٌّ عندي حتّى أزيحَ علّتَه إِنْ شَاءَ اللهُ، وَالْقَوِيُّ فِيكُمْ ضَعِيفٌ حَتَّى آخُذَ منه الحقَّ إِنْ شَاءَ اللهُ، لَا يدعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ الله إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالذُّلِّ، ولا يشيعُ قومٌ قطُّ الفاحشةَ إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِالْبَلَاءِ، أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ! قُومُوا إِلَى صَلَاتِكُمْ يَرْحَمْكُمُ اللهُ!»(١).

"لوگو! میں تمہارا امیر بنادیا گیا ہوں! حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں، اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا، اور اگر بُرا کروں تو مجھے درست راہ بتادینا۔ سچائی ایک امانت ہے، اور جھوٹ خیانت ہے۔ جو تم میں کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں اس کا شکوہ دُور کردوں گا، اور جو تم میں طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے، تو -ان شاء اللہ تعالیٰ- میں اس سے کمزور کا حق لے کر رہوں گا۔ جو قوم جہاد چھوڑ

(١) "البداية والنهاية" ذكر اعتراف سعد بن عبادة بصحّة ...إلخ، ٥/ ٢٤٨.

دیتی ہے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اس پر ذلت مسلّط کر دیتا ہے، اور جس قوم میں بے حیائی عام ہو جائے، اللہ تعالی ان پر مصیبت عام کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ و رسول کی اِطاعت کروں، تو تم بھی میری فرمانبرداری کرنا، اور جب میں اللہ و رسول کی نافرمانی کروں، تو تم پر میری اِطاعت لازم نہیں! اچھا اب نماز کو اٹھو اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے!"۔

خلاصہ

یہ خطبہ اپنے اختصار کے باوُجود اہم ترین اسلامی خطبات میں سے ایک ہے۔ اس خطبہ میں حضرت نے حاکم اور رِعایا کے در میان مُعاملات کے سلسلہ میں، عدل ورحمت کے قواعد بیان فرمائے، اس بات پر یاد دہانی کرائی، کہ حکّام کی اِطاعت، اللہ و رسول کی اطاعت پر منحصر ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی طرف توجہ دلائی؛ کیونکہ جہاد اس امّت کی عزّت وشان کے لیے انتہائی اَہمیت کا حامل ہے۔ نیز بے حیائی اور فحاشی کے کاموں سے اجتناب پر زور دیا؛ کیونکہ مُعاشرے کو فتنہ وفساد سے بچانے کے لیے یہ چیز انتہائی ضروری ہے۔

بحیثیتِ امیر المؤمنین آپ کا ذریعۂ مُعاش

محترم بھائیو! حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیعتِ خلافت کے دوسرے روز، کچھ چادریں لے کر بازار جا رہے تھے، حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دریافت کیا: «أين تريدُ؟» "آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟" فرمایا: «إلى السُّوقِ» "(بغرضِ تجارت) بازار جا رہا ہوں"، حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: «تصنعُ ماذا؟ وقد وُلِّيتَ أمرَ المسلمينَ!» "آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اب آپ مسلمانوں کے امیر ہیں!" یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: «فمِن أين أُطعِم عِيالي؟» "(اگر میں یہ کام نہ کروں) تو پھر اپنے اہل وعِیال کو کہاں سے کھلاؤں گا؟" حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: «انطلِقْ، يَفرض لك

«أبو عبَيدةَ!» "آپ واپس چلیے، آپ کے اِخراجات حضرت ابو عبَیدہ طے کریں گے!" پھر یہ دونوں حضرات سیّدنا ابو عبیدہ بن جرّاح رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے پاس تشریف لائے، انہوں نے فرمایا: «أَفرَضُ لك قُوتَ رجلٍ من المهاجرينَ، ليس بأفضلِهم ولا أوكَسِهم، وكِسوةَ الشِّتاءِ والصَّيفِ، إذا أخلقتَ شيئاً رددتَه وأخذتَ غيرَه!» "میں آپ (حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ اور آپ کے اَہل وعِیال کے لیے) ایک اَوسط درجے کے مہاجر کی خوراک کا اندازہ کرکے روزینہ، اور موسمِ سرما وگرما کا لباس مقرّر کرتا ہوں، اس طور پر کہ جب وہ لباس قابلِ استعمال نہ رہے، تو واپس دے کر اُس کے عِوض دوسرا لے لیا کریں!"۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے لیے آدھی بکری کا گوشت، لباس اور روٹی مقرّر کردی[1]۔

اس واقعہ میں ہر جگہ اور ہر دَور کے حکمرانوں کے لیے واضح پیغام ہے، کہ بیت المال میں سے اتنی تنخواہ لیں، جتنی ایک اَوسط درجہ کے ملازِم کی اُجرت ہوا کرتی ہے، یعنی شاہ خرچی سے بچ کر، ملک وقوم کی حقیقی خدمت انجام دیں، تب ان کی رِعایا انہیں خیر وبرکت کی دعاؤں سے نوازے گی، جس سے ان کی دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔

سیّدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کی اہلِ بیت کِرام سے محبت ومَودَّت

عزیزانِ محترم! عموماً انسان جس سے محبت کرتا ہے، اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت کرنے لگتا ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا، اور حضرت عباس بن عبد المطلب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُم نے، جب حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق سے مطالبہ کیا، کہ خیبر اور فدک کی جائیداد (رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم) کی میراث کے طور پر ان میں تقسیم کردی

(١) "تاريخ الخلفاء" الخلفاء الراشدون، صـ٦٣، ملتقطاً.

جائے! اس مطالبہ کے جواب میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: «لَا نُورثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا المَالِ» "ہم (نبیوں کے) مال میں وراثت نہیں ہوا کرتی، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے، البتہ آلِ محمد اس میں سے نفقہ لے سکتے ہیں"۔ اُس پروردگار کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابتداری مجھے اپنے اَقرِباء سے زیادہ محبوب ہے!"(۱)۔

چنانچہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جائیداد کا وہی انتظام کیا جو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ہوا کرتا تھا۔ آپ اس میں سے سال بھر کے لیے اہلِ بیت کا نفقہ نکالتے، اس کے بعد جو باقی بچتا اسے اللہ کا مال قرار دیتے، یعنی مسافروں، غریبوں، مسکینوں اور حاجتمندوں پر صرف کیا کرتے۔ اور جس طرح تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت، ایمان کا حصہ اور اس کا کمال، بلکہ حقیقتِ ایمان ہے، اسی طرح سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی ہر چیز، بالخصوص اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت بھی ایمان کا تقاضا ہے!۔

بدعات کا سدِّباب

جانِ برادر! تمام اَدیان کے مسخ ہو جانے کی اصل وجہ وہ بدعات ہیں، جو رفتہ رفتہ جزوِ مذہب ہو کر، دِین کی اصل صورت اس طرح بدل دیتے ہیں، کہ اصل دین کی صحیح تعلیم و متبعین کی اِیجادات میں امتیاز و فرق دُشوار ہو جاتا ہے۔ حضرت سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں بدعات بہت کم پیدا ہوئیں، تاہم جب کبھی کسی بدعت کا ظہور ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے مٹانے میں پورا زور لگا دیا۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب المغازي، ر: ٤٠٣٥، ٤٠٣٦، ص-٦٨٢.

ایک بار حج کے موقع پر قبیلہ احمس کی عورت کے بارے میں معلوم ہوا، کہ وہ گفتگو نہیں کرتی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے وجہ پوچھی: «مَا لَهَا لَا تَكَلَّم؟» "وہ کلام کیوں نہیں کرتی؟" لوگوں نے کہا کہ اس نے خاموش حج کا ارادہ کیا ہے، یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس عورت سے فرمایا: «تَكَلَّمِي! فَإِنَّ هَذَا لَا يَحِلُّ، هَذَا مِنْ عَمَلِ الجَاهِلِيَّةِ!» "یہ زمانۂ جاہلیت کا طریقہ ہے، جائز نہیں، تم بات چیت کرلو!" اس عورت نے بات کی، اور کہا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: «أَنَا أَبُو بَكْرٍ»[1] "میں ابوبکر ہوں"۔

انتقال سے قبل بیت المال سے لیے گئے سامان کی واپسی کی وصیت

حضرت سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: «لَمَّا احْتُضِرَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: يَا عَائِشَةُ! انْظُرِي اللِّقْحَةَ الَّتِي كُنَّا نَشْرَبُ مِنْ لَبَنِهَا، وَالْجَفْنَةَ الَّتِي كُنَّا نَصْطَبِحُ فِيهَا، وَالْقَطِيفَةَ الَّتِي كُنَّا نَلْبَسُهَا، فَإِنَّا كُنَّا نَنْتَفِعُ بِذَلِكَ حِينَ كُنَّا فِي أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِذَا مِتُّ فَارْدُدِيهِ إِلَى عُمَرَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْسَلْتُ بِهِ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: رَضِيَ اللهُ عَنْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! لَقَدْ أَتْعَبْتَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكَ!»[2].

"حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا، کہ اے عائشہ دیکھو! یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے ہیں، اور یہ بڑا پیالہ جس میں ہم پیتے ہیں، اور یہ چادر جو ہم اوڑھتے ہیں، ان سے اسی وقت تک نفع اٹھا سکتے ہیں جب تک ہم مسلمانوں کے امرِ خلافت انجام دیتے رہیں گے، جس وقت میں وفات پاجاؤں تو یہ سارا سامان حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دے دینا۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا انتقال ہوا، تو میں (عائشہ) نے یہ

---

(١) المرجع نفسه، كتاب مناقب الأنصار، ر: ٣٨٣٤، صـ٦٤٣، ملتقطاً.
(٢) "المعجم الكبير" سِنُّ أَبِي بَكْرٍ وَخُطْبَتُهُ وَوَفَاتُهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ر: ٣٨، ١/ ٦٠.

تمام چیزیں حسبِ وصیت حضرت سیّدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھجوا دیں، اس پر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اے ابوبکر اللہ آپ پر رحم فرمائے! کہ آپ نے تو اپنے بعد آنے والوں کو تھکا دیا ہے!" یعنی آپ نے اپنے بعد والوں کو بھی انتہائی احتیاط کی تاکید ورَہنمائی فرمادی۔

آپ کا وصال شریف

میرے دوستو اور بزرگو! سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، کہ سیّدنا ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے (آخری ایّام میں) جب مرض میں اضافہ ہوا، تو انہوں نے پوچھا: «أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟» "آج کونسا دن ہے؟" ہم نے عرض کی: پیر کا دن ہے، فرمایا: «فَأَيُّ يَوْمٍ قُبِضَ فِيهِ رَسُولُ الله ﷺ؟» "رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کس دن وصال فرمایا؟" سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرَض کی: پیر کے دن رحلت فرمائی، اس پر فرمایا: «فَإِنِّي أَرْجُو مَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ»(۱) "مجھے امید ہے کہ میں آج دن یا رات میں کسی وقت فَوت ہو جاؤں گا!"۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وصیت وتدفین

محترم حضرات! حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے مرضِ وفات میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: «إِذَا مِتُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ جَهَازِي، فَاحْمِلُونِي حَتَّى تَقِفُوا بِبَابِ الْبَيْتِ، الَّذِي فِيهِ قَبْرُ النَّبِيِّ ﷺ، فَقِفُوا بِالْبَابِ وَقُولُوا: "السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ الله! هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ!" فَإِنْ أُذِنَ لَكُمْ وَفُتِحَ الْبَابُ -وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقاً- فَأَدْخِلُونِي فَادْفِنُونِي، وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَكُمْ فَأَخْرِجُونِي إِلَى الْبَقِيعِ وَادْفِنُونِي».

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند السيِّدة عائشة رضي الله عنها، ر: ۲٤۲٤۱، ۹/ ۲۹۷.

"جب میں انتقال کر جاؤں، اور تم لوگ میرے غسل وکفن سے فارغ ہو چکو، تو میرا جنازہ اُٹھا کر نبئ کریم ﷺ کے روضۂ مبارکہ کے دروازہ کے سامنے رکھ دینا، اور عرض کرنا: "اے اللہ کے رسول آپ پر سلامتی ہو! یہ ابوبکر اجازت چاہتا ہے!" اگر اجازت مل جائے اور دروازہ کھل جائے (کیونکہ وہ دروازہ بند رہتا تھا) تو مجھے اندر لے جاکر دفن کر دینا، اور اگر اجازت نہ ملے تو اُٹھا کر بقیع میں دفن کر دینا"۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، اور درِ نبی پر پہنچ کر یہ گزارش کی، تو دروازے کا تالا گرا اور دروازہ کھل گیا، اور روضۂ پاک کے اندر سے آواز آئی کہ "محبوب کو محبوب سے ملادو؛ کہ حبیب اپنے حبیب کی ملاقات کا مشتاق ہے"(۱)۔

۱۳سنِ ہجری ۲۲ جُمادی الآخرہ کو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وصال ہوا، لہذا اس دن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا دن خوب عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔

افضلُ الخلق بعدَ الرُسُل حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

عزیزانِ گرامی! حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ انتہائی جلیل القدر اور متّقی وپرہیزگار صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، آپ کی شان وعظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے، کہ اللہ رب العالمین نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں متعدّد آیات نازل فرمائیں، بے شمار احادیثِ طیّبہ میں بھی سیّدنا ابوبکر صدیق کے فضائل ومناقب بیان ہوئے، اَور اسی چیز کے پیشِ نظر ہم اہلِ سنّت وجماعت کا یہ عقیدہ ونظریہ ہے، کہ تمام انبیاء ومرسَلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد، لوگوں میں سب سے افضل حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔

سیّدُنا ابوبکر صدیق کی اَفضلیت پر صراحۃً دلالت کرتی ہوئی ایک حدیث پاک میں، ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں، کہ مجھ سے

---

(۱) "الشريعة" للآجرّي، باب ذكر دفن ...إلخ، تحت ر: ۱۸٦۱، ۵/ ۲۳۸۲.

رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا: «ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ، أَبَاكِ وَأَخَاكِ، حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ!»(۱) "میرے پاس اپنے والد ابو بکر کو اور اپنے بھائی کو بلا لاؤ؛ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں؛ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنّا کرنے والا تمنّا کرے گا، اور کوئی کہنے والا کہے گا، کہ میں سب سے اَولیٰ (زیادہ حقدار) ہوں، مگر اللہ تعالی اور اہلِ ایمان، ابو بکر کے سوا کسی اَور پر راضی نہیں ہوں گے!"۔

حضور نبئ کریم ﷺ کا اپنے بعد، صدَقات کی وصولی کے لیے سیّدُنا ابو بکر صدیق کو مقرّر فرمانا بھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَفضیلت پر دَلالت کرتا ہے، حضرت سیّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ مجھے بنو مُصطلق نے رسول کریم ﷺ کے پاس یہ بات دریافت کرنے کے لیے بھیجا، کہ آپ ﷺ کے بعد ہم صدَقات (زکاۃ وغیرہ) کسے پیش کیا کریں؟ میں نے آکر حضور سے پوچھا تو فرمایا: «إلى أبِي بَكْرٍ»(۲) "ابو بکر کو"۔

نبئ کریم ﷺ کی طرف سے سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خصوصی استثناء بھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَفضیلت کی طرف اشارہ کرتا ہے، حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لا يَبْقَيَنَّ فِي

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الأحكام، باب الاستخلاف، ر: ۷۲۱۷، صـ۱۲٤۳. و"صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه، ر: ٦۱۸۱، صـ۱۰۵۱.

(۲) "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، أمّا حديث ضمرة وأبو طلحة، ر: ٤٤٦۰، ۳/ ۸۲. [قال الحاكم:] هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد ولم يخرجاه. [وقال الذهبي:] "صحيحٌ".

الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ!»[1] "مسجدِ نبوی کے اندر ابوبکر کے دروازے کے سوا، کوئی دروازہ باقی نہ رہے!"۔

عزیزانِ مَن! ایّامِ علالت میں سرورِ کونین ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو نماز کے لیے مقدّم ومقرّر فرمانا، انہیں حضرت سیّدُنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ جیسے جلیل القدر صحابی پر ترجیح دینا، اور سیّدُنا ابوبکر صدیق کی عدم موجودگی کے سبب سیّدُنا عمر کو اِمامت کے لیے آگے بڑھائے جانے پر، اظہارِ ناراضگی فرمانا بھی، آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی اَفضلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سیّدنا عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالی عنہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ جب رسول اللہ ﷺ کی علالت نے شدّت اختیار کی، تو چند مسلمانوں کے ساتھ میں بھی حضور کی بارگاہ میں حاضر تھا، نماز کے لیے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ ﷺ کو بلایا، تو آپ نے فرمایا: «مُرُوا مَنْ يُصَلِّي لِلنَّاسِ!» "کسی سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے!" حضرت سیّدنا عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالی عنہ باہر نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ لوگوں میں موجود تھے، جبکہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ وہاں موجود نہیں تھے، اس پر میں نے کہا کہ اے عمر کھڑے ہوکر لوگوں کو نماز پڑھائیے! وہ آگے بڑھے اور تکبیر کہی گئی، جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کی آواز سنی (کیونکہ حضرت عمر بلند آواز رکھتے تھے) فرمایا: «فأينَ أبو بكرٍ؟ يأبى اللهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ!

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، ر: ١١٣٣٤، ١٧/ ٢١٥. و"صحيح البخاري" كتاب الصلاة، باب الخوخة والممر في المسجد، ر: ٤٦٦، صـ٨١. و"سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٦٧٨، صـ٨٣٧. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ غريبٌ من هذا الوجه، وفي الباب عن سعيد".

«يَأْبَى اللهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ!» "ابوبکر کہاں ہے؟ اللہ تعالی اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے! اللہ تعالی اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے!" (دو بار)، لہذا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو بلایا گیا، وہ تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نماز پڑھا چکے تھے[1]۔

سیّدنا عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالی عنہ مزید فرماتے ہیں، کہ جب نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی آواز سنی، تو سروَرِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم باہر تشریف لانے لگے، یہاں تک کہ سرِ اقدس حجرہ شریف سے باہر نکال کر فرمایا: «لَا لَا لَا! لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ!» "نہیں نہیں نہیں! لوگوں کو ابن ابی قُحافہ (یعنی ابوبکر صدیق) نماز پڑھائیں!" (راوی کا کہنا ہے کہ) حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یہ بات حالتِ جلال میں فرما رہے تھے[2]۔

ایک اَور حدیث پاک میں حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لا ينبغي لقومٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ، أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ!»[3] "جس قوم میں ابوبکر ہوں، انہیں لائق نہیں کہ ان کی امامت ابوبکر کے سوا کوئی اَور کرے!"۔

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب استخلاف أبي بكر رضي الله تعالى عنه، ر: ٤٦٦٠، صـ٦٥٩. و"مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ذكر عبد الله بن زمعة بن الأسود، ر: ٦٧٠٣، ٣/ ٧٤٣. [قال الحاكم:] "هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط مسلم ولم يخرجاه". وسكت عنه الذهبي في "التلخيص".

(٢) "سنن أبي داود" كتاب السنّة، باب استخلاف أبي بكر رضي الله تعالى عنه، ر: ٤٦٦١، صـ٦٥٩.

(٣) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب [«لا ينبغي لقوم فيهم أبو بكر ...إلخ]، ر: ٣٦٧٣، صـ٨٣٦. [قال أبو عيسى:] "هذا حديثٌ حسن غريب".

حضراتِ گرامی قدر! ہجرت کے وقت صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی ایک کثیر جماعت ہونے کے باوُجود، اللہ تعالی نے مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صحبت کا شرف، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سوا کسی اَور کو نہیں بخشا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی یہ خصوصیت بھی سیّدنا ابوبکر صدیق کے عظیم مرتبے، اور دیگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم پر آپ کی اَفضلیت پر دلالت کرتی ہے، ؏

سایۂ مصطفی مایۂ اِصطفی عزّ ونازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اُس افضلُ الخلق بعدَ الرُسُل ثانی اثنَینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام[1]

میرے محترم بھائیو! ہمارے اَسلاف بھی تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم اور جمیع اُمّتِ مسلمہ پر، حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اَفضلیت کے قائل تھے، جیساکہ حضرت سالم بن ابی الجعد تابعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں، کہ میں نے امام محمد بن حنفیہ سے عرض کی کہ "کیا حضرت ابوبکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ فرمایا: نہیں، میں نے کہا کہ پھر کیا بات ہے کہ ابوبکر سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے؟ یہاں تک کہ لوگ ان کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے! فرمایا: یہ اس لیے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل ہیں"[2]۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں کہ "انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد، سیّدنا صدیقِ اکبر، اور اُن کے بعد سیّدنا عمر فاروقِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، تمام لوگوں سے افضل ہیں!"[3]۔

---

(۱) "حدائق بخشش" حصہ دُوم، ص۲۲۶۔

(٢) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب المَغازي، إسلام علي بن أبي طالب، ر: ٣٦٥٩٥، ٧/ ٣٣٨.

(٣) "الفقه الأكبر" المفاضلة بين الصحابة، ١/ ٤١. و"فواتح الرَّحموت" مسألة: الصحابي، ٢/ ١٩٧، نقلاً عن الإمام رحمه الله تعالى.

حضرت سفیان ثَوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "جس نے یہ کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ ولایت (خلافت) کے زیادہ حقدار تھے، اس نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور مہاجرین وانصار، سارے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو غلطی پر ٹھہرایا، اور میرے خیال میں اس خطا کے ہوتے ہوئے، اس شخص کا کوئی عمل قبول نہیں ہو سکتا!"[1]۔

اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت پر اِجماع واتفاق کر لیا؛ اس لیے کہ نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں میں سخت اضطراب پیدا ہوا، جب لوگوں نے زیرِ آسمان سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بہتر کسی کو نہ پایا، تو اپنی گردنیں حضرت ابوبکر کے سامنے جھکادیں"[2]۔

امام بغوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، اور حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالٰی عنہم، انبیاء ومرسَلین کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں، اور پھر ان چاروں میں اَفضلیت کی ترتیب خلافت کے اعتبار سے ہے، حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سب سے پہلے خلیفہ ہیں، لہذا وہ سب سے افضل ہیں، ان کے بعد سیّدُنا عمر فاروق، پھر سیّدُنا عثمان غنی اور اُن کے بعد سیّدُنا علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہم افضل ہیں"[3]۔

خلفائے راشدین کی اَفضلیت کے بارے میں اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے، شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد

---

(١) انظر: "الصواعق المحرقة" الفصل ٢ في بيان انعقاد الإجماع على ولايته رضي الله تعالى عنه، ١/ ٤٤.

(٢) "معرفة السنن والآثار" باب ما يستدلّ به على صحة اعتقاد الشّافعي، ر: ٣٥٣، ٣٥٤، ١/ ١٥٣.

(٣) "شرح السنّة" كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنّة، ر: ١٠٢، ١/ ٢٠٨.

لوگوں میں سب سے افضل سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور اُن کے بعد سیّدُنا عمر فاروق، پھر سیّدُنا عثمانِ غنی، اور پھر سیّدُنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل ہیں"[1]۔

امامِ علّام ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شرح صحیح مسلم" میں فرماتے ہیں کہ "اہلِ سنّت کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ افضلِ صحابہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"[2]۔

علّامہ قاضی عضد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد، حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لوگوں سے افضل ہیں"[3]۔

امام ابن حجر عَسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "اہلِ سنّت وجماعت کے درمیان اس بات پر اِجماع واتفاق ہے، کہ خُلفائے رَاشدین میں اَفضلیت اُسی ترتیب سے ہے، جس ترتیب سے خلافت ہے"[4]، یعنی سیّدُنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہیں، اُن کے بعد سیّدُنا عمر فاروق، پھر سیّدُنا عثمان غنی اور پھر سیّدُنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل ہیں۔

امام ابن ہُمام حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد) سب لوگوں سے افضل ہیں"[5]۔

میرے دوستو، بھائیو اور بزرگو! سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُقابلے میں حضرت سیّدُنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اَور صحابی کو افضل قرار دینا، یا خلیفہ بلا فصل ماننا،

---

(١) "العقائد النَّسَفية" صـ١٧٢.

(٢) "شرح صحيح مسلم" للنوَوي، كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، الجزء ١٥، صـ١٤٨.

(٣) "المواقف مع شرحه" الأصل٨: المقصد ٥: الأفضل بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، الجزء ٨، صـ٣٩٧.

(٤) "فتح الباري" كتاب فضائل أصحاب النبي، باب قول النبيّ صلى الله تعالى عليه وسلم: «لو كنت متخذاً خليلاً» ر: ٣٦٧٣، ٧/ ٣٤.

(٥) "المسايَرة" الأصل٨: فضل الصحابة الأربعة، الجزء ٢، صـ١٥٧.

رافضی شیعوں اور تفضلیوں کا طریقہ ہے، ایسی بدمذہبی، بدعقیدگی اور بدفکری کے اَمراض و فِتن سے کوسوں دُور رہیے، حکمِ شریعت کے مطابق صحابہ واہلِ بیت کرام کا حسبِ مَراتب اَدب واحترام کیجیے، اَور اہلِ سنّت وجماعت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھیے!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی محبت، ان کی شکرگزاری، اور ان کی سیرتِ طیّبہ پر عمل کی توفیق عطا فرما، ہمیں پابندِ شریعت حکمران عطا فرما، وطن عزیز میں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رائج فرما، آمین یارب العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.